تفسیر سورۃ الفاتحہ

حافظ صلاح الدین یوسف

سورۃ کے معنی

بعض کے نزدیک یہ اصل میں ہمزہ کے ساتھ ہے سورۃ جس کے معنی باقی ماندہ کے ہیں جیسے سور الشراب (بچا ہوا مشروب) سور الھرۃ (بلی کا جوٹھا' بچا ہوا) وغیرہ اور باقی ماندہ چیز' ہر چیز کا ایک حصہ ہوتی ہے گویا ہر سورت قرآن کا ایک حصہ' اس کا بعض اور ایک قطعہ (ٹکڑا) ہے کثرت استعمال سے ہمزہ ختم ہوگیا بعض کے نزدیک یہ سورہ البلد (فصیل) سے مشتق ہے جیسے شہر پناہ کی دیوار یعنی فصیل بلند ہوتی ہے اسی طرح ہر سورت علوشان اور بلند مرتبے کی حامل ہے یا جیسے فصیل نے پورے شہر کا احاطہ کیے ہوتا ہے اسی طرح سورت بھی اپنے مضامین کو محیط ہوتی ہے اسی سے سوار (کنگن) کا لفظ ہے جو بازو کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک یہ تسور سے مشتق ہے جس کے معنی ہی بلندی کے ہیں قرآن کریم کلام الٰہی ہونے کے اعتبار سے نہایت بلند اور عظیم المرتبت ہے اس کی ہر سورت بھی علوم مراتب میں ممتاز ہے۔

(روح المعانی و ایسر التفاسیر)

قرآن مجید کی کل 114 سورتیں ہیں ان کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے یعنی خود رسول ﷺ کی بتلائی ہوئی ہے گویا یہ ترتیب نزولی ہے نہ صحابہ کی اپنی سمجھ کے مطابق بلکہ رسول اللہ ﷺ ہی نے بتلایا ہے کہ فلاں سورت فلاں آیت پر ختم ہوگئی ہے اور فلاں آیت سے فلاں سورت شروع ہوتی ہے اور اسی طرح کی موجودہ ترتیب کا معاملہ ہے۔

الفاتحہ

فاتحہ کے معنی ہیں ابتداء یا افتتاح کرنے والی' یعنی جس چیز سے کسی کی ابتداء کی جائے وہ اس کی فاتحہ ہوگی۔ اس کو فاتحہ الکتاب کہا جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم کا آغاز اسی سے ہوتا ہے مصحف میں سب سے پہلے یہی درج ہوتی ہے اور پڑھنے والا سب سے پہلے اسی کو پڑھتا ہے۔

مکی یا مدنی سورت کا مطلب

سورۃ فاتحہ مکی ہے۔ مکی یا مدنی کا مطلب یہ ہے کہ جو سورتیں ہجرت (13 نبوت) سے قبل نازل ہوئی جب کہ نبی ﷺ کا قیام مکہ میں تھا وہ مکی کہلاتی ہیں خواہ ان کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا یا اس کے اطراف و جوانب میں ۔ اور جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی جب کہ نبی ﷺ نے دارالہجرت مدینہ منورہ کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا تھا وہ مدنی کہلاتی ہیں خواہ وہ مدینہ یا اس کے اطراف میں نازل ہوئی یا اس سے دور۔ حتی کہ مکہ اور اس کے اطراف ہی میں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں۔

سورۃ فاتحہ کی عظمت و فضیلت

حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مسجد (نبوی) میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا لیکن میں نے آپ کو جواب نہیں دیا (نماز سے فراغت کے بعد حاضر خدمت ہوا اور) میں نے کہا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو ان کی پکار کا جواب دو۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا' میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے ضرور ایک ایسی سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سورتوں میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (اور باتیں کرتے رہے) جب آپ نے باہر نکلنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ میں تجھے ایک ایسی سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سے باعظمت سورت ہے ؟ آپ نے فرمایا (وہ سورت) الحمد للہ رب العالمین ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری 'کتاب التفسیر باب ماجاء فی فاتحہ الکتاب رقم الحدیث 4474)

2 ـ مسند احمد اور سنن ترمذی میں یہ واقعہ حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے اور اس سے

تفصیل بھی زیادہ ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول ﷺ نے آواز دی جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے حضرت ابی نے تھوڑا سا مڑ کر دیکھا لیکن جواب نہیں دیا اور نماز پڑھتے رہے تاہم اس میں تخفیف کردیں اور پھر سلام پھیر کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے ابی جب میں نے تجھے بلایا تھا تو تجھے جواب دینے سے کس نے روکا؟ انہوں نے کہا اللہ کے رسول ! میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو قرآن مجھ پر وحی کیا ہے کیا اس میں یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں زندگی بخش باتوں کی طرف بلائیں تو ان کی بات کا جواب دو " انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور آئندہ ان شاء اللہ ایسا نہیں کروں گا آپ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایک ایسی سورت سکھلاؤں کہ اس جیسی سورت تورات میں اتری نہ انجیل اور زبور میں (حتی کہ) فرقان (قرآن مجید) میں بھی اس جیسی دوسری سورت نہیں ہے حضرت ابی نے جواب میں کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول (ایسی سورت ضرور سکھلائیں)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نماز میں کس طرح قراءت کرتا ہے؟ انہوں نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھ کر سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تورات و انجیل اور زبور میں اس کی مثل کوئی سورت نازل ہوئی ہے نہ فرقان حمید میں اور یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

(سنن ترمذی، فضائل القرآن، باب نمبر 1، رقم 2875، الفتح الربانی ج 18 ص 65-66)

چند ضروری وضاحتیں

1 ۔ یہ بظاہر ایک ہی قسم کا واقعہ ہے جو دو صحابہ سے مروی ہے حضرت سعید بن معلی اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے۔ لیکن چونکہ ان دونوں میں کمی بیشی ہے اس لئے ان دونوں کو الگ الگ واقعہ قرار دیا گیا ہے (دیکھئے فتح الباری، باب مذکور، والفتح الربانی، ج 18 ص 67) اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں صحابہ کے ساتھ ملتا جلتا واقعہ پیش آیا اور دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کی مذکورہ فضیلت بیان فرمائی۔

2 ۔ ان دونوں روایات میں کہا گیا ہے کہ سورۃ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے اکثر شارحین نے اس میں واؤ کو عاطفہ قرار نہیں دیا ہے، یعنی سورۃ فاتحہ ہی کو سبع مثانی اور قرآن عظیم کہا گیا ہے گویا جز (سورۃ فاتحہ) پر کل (قرآن کریم) کا اطلاق کیا گیا ہے تاہم حافظ ابن حجر نے دوسرا احتمال بھی تسلیم کیا ہے کہ یعنی اس کو معطوف اور معطوف علیہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے جسکا مطلب یہ ہوگا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ مجھے قرآن عظیم بھی دیا گیا ہے

(فتح الباری، باب مذکور)

3 ۔ سعید بن معلی کی روایت سے یہ استدلال بھی کیا گیا کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات، بسم اللہ کے علاوہ ہیں کیونکہ اس میں سورۃ فاتحہ کا آغاز الحمد للہ سے کیا گیا ہے علاوہ ازیں اسے سبع مثانی بھی کہا گیا ہے جس کے ایک معنی بار بار دھرائی جانے والی سات آیات بھی کئے گئے ہیں اس کے علاوہ بعض نے اسے تثنیہ سے اور بعض نے استثناء سے بھی مشتق قرار دیا ہے۔

4 ۔ اس واقعہ میں نماز میں التفات (مڑ کے دیکھئے) کا ذکر ہے حالانکہ احادیث میں اسے " اختلاس الشیطان کہا گیا ہے جس سے اس کی کراہت واضح ہے لیکن حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے یعنی حسب ضرورت اس کا جواز ہے نیز یہ التفات اس حد تک نہ ہو کہ اس کی گردن یا سینہ قبلہ کے رخ سے بالکل ہٹ جائے (فتح الباری، باب الالتفات فی الصلوۃ۔ مزید دیکھئے باب اذا صلی فی ثوب لہ اعلام و نظر الی علمھا)

5۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی پکار کا جواب دینا بہت ضروری ہے چاہے کوئی نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو تاہم اس میں اختلاف ہے کہ جواب دینے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا یہ ایک خصوصی استثناء ہے نماز اس کے باوجود فاسد نہیں ہوگی۔ (فتح الباری)

بہرحال دونوں روایات سے سورۃ فاتحہ کی فضیلت واضح ہے کہ یہ قرآن کریم کی سب سے زیادہ عظمت والی سورت ہے نیز یہ کہ اس سے قبل اس طرح کی باعظمت سورت نازل نہیں ہوئی اس اعتبار سے اس کا نزول امت محمدیہ کا ایک خصوصی شرف ہے جس سے صرف اسی کو نوازا گیا ہے۔

3۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے فرمایا الا اخبرک باخیر سورۃ فی القرآن؟ کیا میں تجھے قرآن کی سب سے بہتر سورت نہ بتلاؤں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا: اقرء الحمد للہ رب العالمین حتی تختمھا۔ (الفتح الربانی، ج 18، ص 67 صحیح الجامع الصغیر، رقم 2592) الحمد للہ رب العالمین آخر تک پڑھو"

4 ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آپ نے اسے افضل القرآن سے تعبیر فرمایا (مستدرک حاکم 560/1 شعب الایمان للبیہقی 445/2)

5 ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقت حضرت جبریل رسول

بقیہ صفحہ نمبر ۲۰ پر